اسلامی جمعیت طالبات پاکستان

حیاء خیر ہی لاتی ہے!

''اللہ تعالیٰ سے ایسی حیاء کرو جیسی اس سے حیاء کرنی چاہیے'' مخاطبین نے عرض کیا الحمدللہ ہم خدا سے حیاء کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ نہیں بلکہ اللہ سے حیاء کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار اور خیالات ہیں ان سب کی حفاظت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس سب کی نگرانی کرو اور موت اور موت کے بعد قبر میں تمہاری جو حالت ہونی ہے اس کو یاد رکھو جس نے یہ سب کچھ کیا سمجھو کہ اللہ سے حیاء کرنے کا حق اس نے ادا کیا۔'' (ترمذی)

حیاء کیا ہے؟

اس کی آسان سی تعریف یہ ہے کہ ''کوئی فحش، گناہ آلود یا ناپسندیدہ کام یا بات کرنے کے خیال سے دل میں جو جھجک، تامل اور بے چینی پیدا ہوتی ہے، اسے حیاء کہتے ہیں۔ یہ حیاء برائیوں کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ بُرا کام کرنا تو درکنار محض اس کام کے خیال سے ہی دل کے اندر احتجاج پیدا ہوتا ہے۔ یہ احتجاج جس قدر ہوگا، حیاء اتنی ہی ہوگی اور اس حیاء کا کسی کے دل پر جتنا قابو ہوگا وہ شخص برائیوں سے اسی قدر محفوظ رہے گا۔ جب آدمی کسی برائی کی طرف مائل ہوتا ہے تو دل کے اندر ایک اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ بعد میں یہی اضطراب باعثِ سکون ہوتا ہے۔

اسی طرح جو کام فرائض کا درجہ رکھتے ہیں، اس سے روگردانی یا روگردانی کرنے کا خیال دل میں احساس شرمندگی پیدا کرتا ہے۔ یہ بھی حیاء ہے۔ فرض شناسی سے پرہیز کی صورت میں جو اضطراب پیدا ہوتا ہے وہ بھی حیاء کا ہی نتیجہ ہے۔ یہاں تک کہ ادائیگی فرض میں ہی سکون و اطمینان ہوتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ جو کچھ کرنا چاہیے اسے چھوڑ دینے اور جو کچھ نہیں کرنا چاہیے اسے کرنے کے خیال سے دل میں جو جھجک، شرمندگی اور بے قراری پیدا ہوتی ہے اس کا نام حیاء ہے اور ایسا شخص حیادار ہوگا۔ اگر کوئی شخص اس کی آواز کو دبا کر فطرت کے خلاف کام کرلے تو پھر اس کے لیے برائیوں کی راہ چلنا آسان سے آسان تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ حیاء کے ہی باعث پاک دامنی قائم رکھی جاسکتی ہے۔ حیاء اور پاک دامنی کا چولی دامن کا ساتھ ہے کیونکہ حیاء ان تمام باتوں سے انسان کو روک لیتی ہے جو انسان کی پاک دامنی کو خراب کرتی ہے۔ ایمان کے بعد مسلمان کا سب سے بڑا حُسن اس کی پاک دامنی ہے اور

درحقیقت اس کی حفاظت ہی کے لیے اسلام نے شرعی حدود مقرر کی ہیں جس کی پاسداری حیاء کے بغیر ممکن نہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَ یَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَ الْبَغْیِ...... (النحل:۹۰)

''بے شک اللہ عدل واحسان اور قرابت داروں کو دینے کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتا ہے۔''

دنیا کے دوسرے مذاہب کے مقابلے میں اسلام کی خاصیت یہ ہے کہ اس نے ''حیاء'' کو ایمان کا جزو قرار دیا ہے۔ اسی لیے ایک حدیث میں آتا ہے کہ:

''ایمان کی ساٹھ سے اوپر کچھ شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔'' (بخاری)

اسی طرح بخاری کی ایک اور حدیث کے مطابق:

''اگلی نبوت کی باتوں میں سے لوگوں نے جو کچھ پایا ہے اس میں سے ایک یہ مقولہ بھی ہے کہ ''جب تجھ میں شرم وحیاء نہ ہو تو جو جی چاہے کر۔'' (بخاری)

حیاء کی وُسعت اور اس کے تقاضے

حیاء اسلام کا امتیازی وصف ہے، اس کا مفہوم بہت وسیع اور گہرا ہے، یہ وہ قوت ہے جو انسان کو فحش اور منکر سے روکتی ہے، یہ وہ شرم ہے جو کسی امر منکر کی جانب مائل ہونے والا انسان خود اپنی فطرت اور اپنے خدا کے سامنے محسوس کرتا ہے۔ ایسی صفت ہے جو انسان کو لغزش کے موقع پر سہارا دیتی ہے، یہ نیکی کا راستہ بھی ہے اور خیر لانے کا موجب بھی۔ ایمان کا جزو بھی ہے اور مسلمان کی صفت بھی، نافرمانی سے بچانے والی بھی ہے اور مصیبتوں کے راستے میں آڑ بھی۔ آج اس معاشرے میں جہاں بے حیائی اور فحش عام

ہے جذبہ حیاء رکھنے والا ہر فرد پریشان ہے، نبیؐ کا فرمان ہے کہ ''حیاء ایمان ہے اور ایمان بہشت میں لے جائے گا اور بے حیائی جفا ہے اور جفا جہنم کا موجب ہے'' (مسند احمد) آج سے ۱۴ سو سال پہلے کا منظر: امّ خلادؓ صحابیہ رسولؐ کا اکلوتا بیٹا شہید ہو چکا ہے، نقاب اوڑھے اس کا پتا کرنے نکلتی ہیں۔ لوگ حیرت سے دیکھتے ہیں، اکلوتا بیٹا شہید ہو گیا اور انہیں اپنے نقاب کی فکر ہے۔ جواب دیتی ہیں: اے لوگو! اولاد کی مصیبت میں مبتلا ہو جانا بے حیائی کی مصیبت میں گرفتار ہونے سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ میں نے اپنا بیٹا کھویا ہے...... اپنی حیاء تو نہیں کھوئی۔

اللہ تعالیٰ کو ہمارا ایسا جذبۂ حیاء درکار ہے جو کسی خوشی اور مصیبت کے وقت دبنے نہ پائے۔ میڈیا اور دیگر ذرائع کے سبب بڑھتی ہوئی بے حیائی کو دیکھ کر اپنا آپ ایمان کے کمزور ترین درجے پر محسوس ہوتا ہے کہ جب برائی کو دیکھ کر صرف دل میں برا جاننے کی کیفیت ہو، بعض اوقات ایمان کا یہ درجہ مزید کم ہو جاتا ہے اور برائی اور بے حیائی باریک راستوں سے ہمارے اپنے اندر داخل ہو جاتی ہے اور ہم بے خبر رہتے ہیں۔ یہ غفلت، یہ بے خبری خدانخواستہ کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ ''حیاء اور ایمان ہمیشہ اکٹھے رہتے ہیں، جب ان میں سے کوئی ایک اٹھا لیا جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے۔'' (مشکوٰۃ المصابیح)

ظاہر و باطن کی یہ حیاء مل کر ہی ایک انسان کو پیکر انسانیت میں ڈھالتی ہے۔ اسی لیے تو کہا جاتا ہے کہ حیاء مرد کی زینت ہے اور عورت کا زیور ہے۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ حیاء کے مقصد کو سمجھ لینے کے بعد اس کے عوامل اور مقتضیات کو بھی سمجھیں اور عملاً اپنی ذات پر اس کا اطلاق کریں۔

اسلام میں شرم وحیاء کا مقصد

اسلام معاشرے میں نیکی اور بھلائی کو پھیلانا چاہتا ہے اور بے حیاء اور بری باتوں

سے پاک رکھنا چاہتا ہے۔ بے حیاء شیطان کی اکساہٹ کا نتیجہ ہوتی ہے جو انسان کو تیزی سے برائی کے راستے پر دوڑاتی رہتی ہے۔ یہ شیطان کا وہ ابتدائی حربہ ہے اگر کامیاب ہو جائے تو شیطان کو کھل کر کھیلنے کا موقع مل جاتا ہے اور جس انسان پر اس کا ہر حربہ کامیاب ہو جاتا ہے اس کی آنکھیں دن کی روشنی میں بھی ایسی بند ہوتی ہیں کہ آنکھوں دیکھی بھلائی اور حقیقت انہیں دکھائی نہیں دیتی۔ شیطان نے حضرت آدمؑ کو جنت سے نکلوانے کے لیے جو بھی حربہ اختیار کیا تھا وہ اسی راستے سے گزرتا تھا۔ اس نے ایک ممنوع درخت کا پھل کھانے کی ترغیب دلائی جس سے ان کے ستر کھل گئے اور وہ اپنے اس فعل پر پریشان اور نادم ہو کر اللہ کی طرف لوٹے۔ (سورہ الاعراف: ۲۷)

مغربی معاشرہ اس ایمانی وصف سے محرومیت کی کھلی دلیل ہے۔ ان کی انفرادی زندگیوں میں عورت کو بے باکی پیدا کرنے کے لیے ایک مؤثر ہتھیار کے طور پر اس معاشرے نے تسلیم کیا ہے۔ یہ تنگ نظری سے کیا جانے والا تجربہ نہیں ہے بلکہ تجربے کی روشنی میں اس تجزیے کے عناصر کو پرکھا گیا ہے۔ نتائج کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرنے کے بعد اسے درست سمجھا جا رہا ہے۔ اسلام دراصل اسی نتیجے سے مسلمان عورت کو دور رکھنا چاہتا ہے اور مسلمان عورت کو ان گوشوں میں بھی ''حیاء'' کی ترغیب دلاتا ہے جن کا تعلق بالکل انفرادی زندگی سے ہوتا ہے کہ مسلمان عورت کے خمیر میں فطری ''حیاء'' غالب رنگ لیے ہوئے ہو۔

عورت کی زندگی میں اس اخلاقی خوبی کی بڑی اہمیت ہے۔ اگرچہ اسلام نے مرد اور عورت دونوں کے ایمان کا جزو ''حیاء'' کو قرار دیا ہے اور دونوں کو ہی یہ بات بتائی گئی ہے کہ ''اللہ بے حیائی اور برے کاموں سے روکتا ہے۔'' (سورۃ النحل ۱۶: ۹) لیکن عورت کی زندگی میں اس کی اہمیت اس لیے ہے کہ یہ وصف اس کے فطری مزاج سے قریب ہے۔ عورت کے معنی ''چھپی ہوئی'' چیز کے ہیں۔ عورت کا یہ فطری وصف ہر معاشرے میں قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اسی لیے اگر مشرق میں اسے ''مشرقیت'' سے موسوم کیا جاتا

ہے تو مغرب میں Shy Girl کا کردار اسی حوالے سے معتبر جانا جاتا ہے۔عورت کی زندگی میں اس کا جو مقام ہے اس کو زیادہ بہتر ہر عورت خود ہی محسوس کر سکتی ہے، لیکن معاشروں کے عروج و زوال کے ادوار کا جائزہ بھی یہ بات واضح کرتا ہے کہ عورت کو جب بھی کسی معاشرے سے فطرت کے خلاف چلا کر استحصال کیا تو وہ معاشرہ ضرور زوال کا شکار ہوا۔ خواہ اسے دنیا والوں نے مہذب اور ترقی یافتہ معاشرہ ہی جانا ہو۔

جنت اس کی نعمتوں اور خوبیوں میں سے ''حوریں'' ایک خاص انعام ہے جو خدا صرف اپنے پسندیدہ بندوں کو یا انعام یافتہ بندوں کو دے گا۔ان حوروں کی خوبصورتی کے علاوہ ان کا جو وصف انہیں دنیا کی عورتوں سے ممتاز کرتا ہے اور عورت کی ایک مثالی تصویر ہمارے سامنے پیش کرتا ہے وہ ہے حُورٌ مَّقْصُورَاتٌ ''خیموں میں بٹھائی ہوئی'' (سورۃ الرحمٰن)۔اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ''چھپائے ہوئے موتی'' (سورۃ الواقعہ) اور قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ ''نیچی نگاہ والیاں'' (سورہ رحمٰن) ہے۔

حیاء کے تقاضے

دل کی حیاء

''اللہ تعالیٰ سے ایسی حیاء کرو جیسی اس سے حیاء کرنی چاہیے''۔مخاطبین نے عرض کیا الحمدللہ ہم خدا سے حیاء کرتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا یہ نہیں بلکہ اللہ سے حیاء کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار اور خیالات ہیں ان سب کی حفاظت کرو اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے اس سب کی نگرانی کرو اور موت اور موت کے بعد قبر میں تمہاری جو حالت ہونی ہے اس کو یاد رکھو جس نے یہ سب کچھ کیا سمجھو کہ اللہ سے حیاء کرنے کا حق اس نے ادا کیا۔(ترمذی)

خبردار! جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہوتا ہے اور جب وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔خبردار! وہ ٹکڑا دل ہے۔''

اپنے دل اور ذہن کو حیاء دار بنائیں، اس میں آنے والے ہر خیال اور جذبے کو باحیاء بنانا ہی اصل ہدف ہے۔ اُس سے حیاء کریں جو علیم بذات الصدور ہے۔ (سینوں کے چھپے ہوئے راز جاننے والا) اس سے شرم محسوس کریں جو رات کی تاریکی میں بھی ہمارے ساتھ ہے اور دن کے اجالے میں بھی، جو تنہائی میں بھی ہمارے ساتھ، بھرے مجمع میں بھی ہماری ہر حرکت سے واقف ہے۔ جو ہمارے عمل کو بھی جانتا ہے، فکر و خیال کو بھی، جو ہمارے جذبات و کیفیات سے بھی واقف ہے اور تعلقات اور معاملات سے بھی۔ اس کی ناراضگی سے بچنا ہے کیونکہ والدین، اساتذہ، رشتہ دار اور دوست ان سب سے زیادہ اللہ رب العالمین اس بات کا حق دار ہے کہ اس سے حیاء کی جائے۔ اپنی ذات کا جائزہ لیں کہ فکر، نظر، لباس، گفتگو، رہن سہن کے انداز، شوق، خواہشات، پسند و ناپسند، تعلقات و معاملات میں جہاں کہیں بھی دین کے احکامات سے ٹکراؤ محسوس ہو وہاں اصلاح کا عزم کریں۔ عملاً کوشش کریں اپنے سامنے ہدف رکھیں کہ ہر اس چیز کو اختیار کرنا ہے جو ''حیاء'' کو تقویت دینے والی ہو اور ہر اس امر کو چھوڑنا ہے جو بے حیائی کا محرک بننے والا ہو۔

لباس

جسم کے جن اعضاء کو ڈھانپنے کا حکم دیا گیا ہے انہیں ستر کہا جاتا ہے۔ ستر کو نہ ڈھانپنا بے حیائی کو فروغ دینا ہے۔

''اے اولادِ آدم ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لیے جسم کی حفاظت کا ذریعہ بھی ہو اور بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے۔''

لباس...... انسانی فطرت کا اہم تقاضا ہے۔ یعنی حیاء اور شرم کا مادّہ اس کی فطرت میں ودیعت ہے جس کی تکمیل کے لیے وہ لباس کی ضرورت کو محسوس کرتا ہے۔ ساتھ ہی لباس باعث زینت بھی ہے پھر یہ کہا کہ بہترین لباس تقویٰ کا لباس ہے اس طرح وہی لباس بہتر ہے جو ساتر ہو۔ زینت کا ذریعہ ہو، غرور و تکبر اور ریا کا باعث نہ بنے۔ غیروں کی بے

ہودہ نقالی کا ذریعہ نہ ہو۔ خواتین کے لباس کے متعلق سورۂ نور میں یہ ہدایت موجود ہے:

''اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رکھیں۔'' (النور:۳۱)

جس کو ہم عرف عام میں دوپٹہ کہتے ہیں، وہ عورت کے لباس کا مستقل حصہ ہے جس کا مقصد سر، گردن اور سینے کو ڈھانپنا ہے ان مَردوں کے سامنے جن کا شمار محرم میں ہوتا ہے۔ ایک بار حضرت عائشہؓ کی بھتیجی حفصہؓ بنت عبدالرحمٰن ام المومنین کے پاس آئیں وہ باریک اوڑھنی اوڑھے ہوئے تھیں۔ حضرت عائشہؓ نے اس باریک اوڑھنی کو پھاڑ ڈالا اور حضرت حفصہؓ کو ایک موٹی اوڑھنی اوڑھادی۔ (مؤطا)

حدیث مبارکہ میں ہے:

''کسی عورت کے لیے جو اللہ اور یوم آخر پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ اپنا ہاتھ اس سے زیادہ کھولے'' یہ کہہ کر آپؐ نے اپنی کلائی کے نصف حصہ پر ہاتھ رکھا۔ (ابن جریر)

حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں کہ:

''وہ عورتیں جو لباس پہنے ہوئے بھی عریاں ہیں، خود بھی حق سے ہٹی ہوئی ہیں، دوسرے لوگوں کو بھی حق سے ہٹاتی ہیں۔ وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور اس کی خوشبو بھی نہیں پائیں گی۔ حالانکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے آتی ہے۔'' (مؤطا)

اسی طرح عورتوں کے لیے مردانہ مشابہت کا لباس پہننا یا دوسری اقوام کا رواجی لباس پہننا جائز نہیں اور یقیناً ایسا کرنے والی خواتین ذہنی مرض کا شکار ہوتی ہیں اور ایسا لباس قطعاً تقویٰ کا لباس نہیں ہوسکتا۔ حدیث میں ہے کہ ایسی عورتوں پر حضورؐ نے لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

حجاب/ پردہ

حجاب ستر سے بڑھ کر ہے، جو نامحرم مردوں پر لازم ہے۔ شریعت اسلامی کی رُو سے

محرم مرد وہ ہیں جن کے ساتھ کسی عورت کا نکاح ناجائز ہے۔ اس کے علاوہ وہ مرد جن کے ساتھ نکاح ہو سکتا ہے غیر محرم یا نامحرم ہیں۔

''اور اے نبیؐ! مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ سنگھار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود ظاہر ہو جائے اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے آنچل ڈالے رہیں۔ وہ اپنا بناؤ سنگھار نہ ظاہر کریں، مگر ان لوگوں کے سامنے شوہر، باپ، شوہروں کے باپ، اپنے بیٹے، شوہروں کے بیٹے، بھائی، بھائیوں کے بیٹے، بہنوں کے بیٹے، اپنے میل جول کی عورتیں، اپنے لونڈی غلام، وہ زیردست مرد جو کسی اور قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں۔ وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔'' (النور:۳۱)

''اے نبیؐ اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔'' (الاحزاب:۵۹)

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ:

۱۔ اگر نامحرم افراد کے سامنے جانے کی ضرورت ہو یا گھر سے باہر نکلنے کی، تو جسم کے دیگر اعضاء کے ساتھ ساتھ چہرے کا مکمل پردہ بھی ضروری ہے تاکہ یہ خواتین بحیثیت حیادار پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔

۲۔ اظہارِ زینت ممنوع ہے جس کو ہم میک اپ کہتے ہیں اور جس سے آراستہ ہونا عورتیں اپنا حق سمجھتی ہیں۔ بلاشبہ ایسا ہی ہے مگر صرف محرم افراد کے سامنے۔ اس دائرے کو وسیع کرنا عریانی ہے جس نے جذبات کی دنیا میں آگ لگا دی ہے اور انسان کو شہوت اور ہوس کا دیوانہ بنا دیا ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ حیاء عورت کا زیور ہے۔

اس کے علاوہ سورۃ احزاب آیت نمبر ۳۲ میں یہ ہی تاکید کی گئی:

''اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور سابق دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔'' (الاحزاب:۳۲)

بلا شبہ عورت کا اصل دائرہ اس کا گھر ہے اور عورتوں کو اپنے گھروں میں رہ کر ہی اطمینان کے ساتھ فرائض ادا کرنے چاہئیں اور گھر سے باہر ''ضرورتاً'' ہی نکلنا چاہیے۔ یہ منشاء خود آیت سے ظاہر ہے اور حدیث اس کو مزید واضح کرتی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ عورتوں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ ساری فضیلت تو مرد لوٹ کر لے گئے، وہ جہاد کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں۔ ہم کیا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کی طرح اجر ملے۔ جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا: جو تم میں گھر بیٹھے گی وہ مجاہدین کے عمل کو پالے گی۔''

اسی طرح حضورؐ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی ضروریات کے لیے گھر سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے یعنی پاکیزہ مقصد کے حصول اور خیر کی تکمیل کے لیے گھر سے باہر نکلا جا سکتا ہے۔

جبکہ تبرج کے معنی عربی زبان میں نمایاں ہونے، ابھرنے اور کھل کر سامنے آنے کے ہیں۔ ابوعبیدہ کی تفسیر کے مطابق ''یہ کہ عورت اپنے جسم کے حسن کو نمایاں کرے جس سے مردوں کو اس طرف رغبت ہو۔''

جاہلیت، اسلام سے پہلے زمانے کو کہتے ہیں۔ جب ایمان وعلم کے بغیر زندگی اپنی مرضی سے گزاری جاتی تھی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ''تبرج جاہلیت'' کہہ کر عورتوں کو جس طرز سے روکنا چاہتا ہے وہ ان کا اپنے گھروں سے حسن کی نمائش کرتے ہوئے باہر نکلنا ہے۔ وہ ہدایت کرتا ہے کہ گھروں میں ٹِک کر رہو اور اگر ضرورت پیش آنے پر نکلنا پڑے تو دورِ جاہلیت میں جس طرح نکلا کرتی تھیں اس طرح نہ نکلو، یعنی بن ٹھن کر نکلنا، چہرے اور جسم کو زیب و زینت یا چست و عریاں لباس سے نمایاں کرنا اور ناز و انداز سے چلنا

ایک مسلم معاشرے کی مسلم خواتین کا کام نہیں۔ اس لیے کہ جو جاہلیت کی تہذیب وثقافت ہوگی وہ اسلام کی نہیں ہوسکتی۔

حجاب کا اصل مقصد زیب وزینت چھپانا ہے اگر حجاب بذات خود زینت کے اظہار اور دوسروں کو متوجہ کرنے کا باعث بننے لگے تو یہ حجاب کے بنیادی تصور کی نفی ہے۔ اس سلسلے میں یہ دلیل کہ خوبصورت اور جاذب نظر گاؤن اسکارف کے سبب بہت سے لوگ حجاب اپنانے پر آمادہ ہوتے ہیں، اپنے اندر کوئی وزن نہیں رکھتی۔ سادگی اپنے اندر سب سے زیادہ وقار رکھتی ہے۔

چہرہ انسان کی شخصیت کی سب سے نمایاں چیز ہے، جس پر سب سے پہلے نظر پڑتی ہے۔ یہ خلافِ حکمت بات ہے کہ کسی بڑے خطرے سے بچنے کے لیے چھوٹے چھوٹے دروازوں پر کنڈیاں چڑھا دی جائیں اور سب سے بڑے دروازے کو کھلا چھوڑ دیا جائے۔ چہرے کو کھلا چھوڑ دینا اور پورے جسم کو چھپا لینا ایسا ہی ہے۔ ایک عورت کا چہرہ سب سے پرکشش چیز ہے، جس کو چھپانا اسلام میں واجب قرار دیا گیا ہے۔

غضِ بصر

عورتوں اور مردوں کے درمیان ناجائز تعلق کا پہلا قاصد چونکہ نظر ہوتی ہے اسی لیے حکم دیا گیا:

''اے نبیؐ مومن مردوں سے کہہ دیں کہ وہ نظریں نیچی رکھیں (بچا کر رکھیں)۔''

(النور:۳۰)

''اے نبیؐ مومن عورتوں سے کہہ دیں کہ وہ نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔'' (النور:۳۱)

قدرت نے انسان کے اندر ذوقِ جمال پیدا کیا ہے اس لیے انسان کائنات کے ایک ایک ذرّہ میں نکھار اور جمال کا متلاشی ہے۔ وہ دنیا کی کسی بھی شے کو بے ڈھب اور

بے ہنگم حالت میں نہیں بلکہ حسن و خوبصورتی میں دیکھنا چاہتا ہے۔ لیکن جمال پسندی کا یہ رجحان اس وقت تک خیر اور مفید ہے جب تک کہ وہ حدود و اعتدال میں رہے۔ بے اعتدالی تہذیب کے بگاڑ اور فساد کا موجب بنتی ہے۔ اسی لیے شریعت حسنِ مقابل کے نظارے سے روکتی ہے کیونکہ نظر کی آوارگی کے بعد جنسی آوارگی سے بچا رہنا مشکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں نظر کی حفاظت کے فوراً بعد شرمگاہ کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے گویا پاک دامنی کی پہلی شرط نظر کی حفاظت ہے۔

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''یقیناً نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جو شخص مجھ سے ڈر کر اسے چھوڑ دے گا میں اسے اس کے بدلے ایسا قیمتی ایمان دوں گا جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں پائے گا۔'' (طبرانی)

اصل خرابی جب ہی پیدا ہوتی ہے کہ جب کسی نامحرم فرد کے چہرے پر نظر ڈالی جائے اور دل میں اس کی طرف مزید دیکھنے کی خواہش پیدا ہو۔

آواز اور گفتگو

دل کے ساتھ ساتھ زبان کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس لیے کہ یہ دل کا اظہار ہے۔ زبان اللہ تعالیٰ کی کاریگری کی عجائبات میں سے ایک ہے۔ ظاہر میں تو یہ گوشت کا ٹکڑا ہے جبکہ حقیقت میں تمام موجودات پر اسی کا تصرف ہے بلکہ جو چیز معدوم ہے وہ بھی اس کے تصرف میں ہے۔ اس کے ذریعے عدم کا بیان ہے اور وجود بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ زبان عقل کی نائب ہے اور عقل ایسی چیز ہے جس کے احاطہ سے کوئی چیز باہر نہیں اور جو کچھ عقل، وہم اور خیال میں آتا ہے، زبان اس کی تعبیر کرتی ہے جبکہ دوسرے اعضاء کو یہ اختیار حاصل نہیں کیونکہ شکلوں اور رنگوں کے سوا کوئی شے آنکھوں کی حکومت میں نہیں اور آواز کے سوا کوئی شے کان کے تصرف میں نہیں، دوسرے اعضاء کا بھی یہی حال ہے

کیونکہ زبان کی حکومت دل کی طرح ساری مملکت پر ہے۔

پاکیزہ اخلاقیات زبان کی حفاظت پر منحصر ہے اس لیے حدیث میں ہے کہ:

''انسان ایک ایسا کلمہ کہہ جاتا ہے جس کے نقصان کو نہیں سمجھتا اور اس کی بناء پر دوزخ میں اس سے دوری سے زیادہ دور جا گرتا ہے جتنی مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔'' (بخاری و مسلم)

اسی طرح ایک اور حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ:

''انسان کوئی بات کہتا ہے اور اتنا معمولی سمجھتا ہے کہ اسے کہنے میں کوئی حرج نظر نہیں آتا مگر در حقیقت وہ بری ہوتی ہے جس کے بدلے وہ ستر برس کی راہ تک آگ میں گرتا جائے گا۔'' (بخاری)

یہ اور اسی طرح کی دیگر احادیث ہمیں زبان کے بے جا استعمال سے روکتی ہیں جس میں جہاں غیبت، گالم گلوچ اور دیگر اخلاقیات کا دخل ہے وہیں بری باتیں یا فحش موضوعات کا موضوع گفتگو ہونا ہے۔

حدیث نبویؐ:

ہر بیہودہ گو پر جنت کا داخلہ حرام ہے۔

حضرت سعید ابن جبیرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے ارشاد فرمایا: ''جب صبح ہوتی ہے تو تمام اعضاء زبان سے کہتے ہیں کہ خدا کی بندی ہمارے بارے میں خوفِ خدا رکھنا اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے ورنہ اگر تو ٹیڑھی ہوتی تو ہمارا بھی یہی حال ہوگا۔''

سورۃ احزاب میں عورتوں سے مخاطب ہو کر کہا گیا کہ:

''نبیؐ کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو۔ اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو بلکہ صاف سیدھی بات کرو۔'' (الاحزاب:۳۲)

یہ فقرہ کہ تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، یہ مطلب نہیں لینا چاہیے کہ ہم عام عورتوں کے لیے یہ بات جائز ہے بلکہ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح ایک شریف آدمی اپنے

بچے سے کہتا ہے کہ بازاری بچوں کی طرح نہیں ہو، تمہیں گالی نہیں بکنی چاہیے۔اس سے کوئی عقلمند آدمی بھی کہنے والے کا یہ مدعا اخذ نہیں کرے گا کہ وہ صرف اپنے بچے کے گالی بکنے کو برا سمجھتا ہے۔دوسرے بچوں میں عیب موجود ہے تو اسے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

اس کے بعد کہا گیا کہ دبی زبان سے گفتگو نہ کریں کہ صنف مخالف لالچ میں پڑ جائے۔ بلکہ صاف اور سیدھی بات کی جائے۔یعنی ضرورت پڑنے پر خواتین مردوں سے تو بات کر سکتی ہیں مگر سپاٹ لہجے میں کرنی چاہیے۔دو اور دو چار کی طرح۔کوشش کی جائے کہ کم سے کم الفاظ استعمال کر کے مدعا بیان کر دیا جائے اور خواہ مخواہ کی اگر مگر سے پرہیز کیا جائے۔اگر فون پر بات کرنی ہو تو کسی کو اپنے قریب بٹھا لیں۔ بسوں اور سفر وغیرہ میں بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ کوئی غیر مرد آپ کی آواز نہ سنے،اسی طرح دروازے پر غیر ضروری طور پر جانے سے بھی احتراز برتیں۔

خوشبو لگانے کی ممانعت

خوشبو کا شمار بھی چونکہ زینت و زیب میں ہوتا ہے اس لیے اس بات سے منع کیا گیا ہے: کہ عورت خوشبو لگا کر گھر سے باہر نہ نکلے اور اس ضمن میں چند احادیث درج ذیل ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ حضورؐ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ ''ہر آنکھ زنا کرتی ہے (اس لیے عورتوں کو چاہیے کہ مردوں کی نگاہوں سے بچ کر گزر جائیں) جب عورت عطر لگا کر کسی مجلس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی اور ایسی ہوتی ہے یعنی زانیہ ہے۔'' (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ''جو عورت خوشبو استعمال کرے وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔'' (بخاری)

امام نوویؒ فرماتے ہیں مختلف احادیث کی بناء پر علماء نے کہا ہے کہ عورت کو مسجد جانے کی اجازت اس وقت دی جائے گی جبکہ وہ خوشبو لگائے ہوئے نہ ہو، زیب و زینت سے

آراستہ نہ ہو، ایسے پازیب نہ پہنے ہوئے ہو جس کی جھنکار سنائی دے، بھڑکیلے لباس میں نہ ہو، مردوں کے ساتھ خلط ملط نہ ہو، ایسی حالت میں نہ ہو جس سے وہ فتنہ کا باعث بنے۔

جبکہ یہ اس وقت کا حکم ہے جب مسجد جانے کے علاوہ عورت کے لیے گھر سے باہر نکلنے کا کوئی تصور تک نہیں تھا۔

اس لیے علامہ ابن الہمام حنفی فرماتے ہیں ''جب ہم یہ کہتے ہیں کہ عورت کے لیے گھر سے نکلنا جائز ہے تو یہ اسی شرط کے ساتھ ہے کہ وہ زیب و زینت کے ساتھ نہیں نکلے گی اور ایسی ہیئت میں ہوگی جو مردوں کو دیکھنے اور مائل ہونے پر نہ ابھارے۔''

انہی میں ایک خوشبو کا استعمال بھی ہے جس سے گریز کرنا چاہیے۔

اختلاطِ مرد و زن سے گریز

آج زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جس میں موجودہ تہذیب نے مرد اور عورت کے ایک ساتھ عمل دخل کو لازم نہ کر دیا ہو۔ گھر کے ادارے سے لے کر کاروباری و تعلیمی اداروں میں یہ اختلاط نظر آتا ہے یہی نہیں بلکہ اس میں یکجائی کو اس قدر رنگین اور جاذب بنا دیا گیا ہے کہ قدم قدم پر نگاہیں بھٹکنے لگتی ہیں اور عزم و ارادہ جواب دے جاتا ہے، نتیجتاً شہوانیت کی بھوک کشکول لیے گھومتی نظر آتی ہے۔ آگ اور روئی کو اگر ایک ساتھ رکھا جائے تو نہ چاہتے ہوئے بھی تباہی مقدر ہوتی ہے۔ مرد اور عورت کا اختلاط بھی اسی طرح اخلاقی تباہی کا باعث بنتا ہے اس لیے اسلام نے سختی سے اس کی ممانعت کی ہے اور مرد و عورت کے لیے علیحدہ دائرہ کار مقرر کر کے فرائض کا تعین کیا ہے اور ذمہ داریاں ڈالی ہیں جو اپنے اندر توازن رکھتی ہیں۔

عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں:

''نبیؐ نے اس سے منع کیا کہ ایک مرد، دو عورتوں کے درمیان چلے۔'' (ابوداؤد)

ایک موقع پر حضورؐ نے عورتوں اور مردوں کو خلط ملط ہوتے دیکھا تو عورتوں کو حکم دیا

کہ پیچھے ہو جاؤ کیونکہ تمہیں بیچ راستے پر قبضہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے بلکہ راستے کے کنارے پر چلنا چاہیے۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں:

''کیا تمہیں شرم نہیں آتی؟ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہاری عورتیں بازار میں جاتی ہیں اور وہاں کفار سے ان کی مڈبھیڑ ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ عمرؓ بازار میں گشت کر رہے تھے۔ دیکھا کہ ایک شخص کسی عورت سے مصروف گفتگو ہے۔ حضرت عمرؓ نے تعزیراً اس شخص پر درّے برسانے شروع کر دیے۔ اتنے میں اس نے کہا ''امیر المومنین! یہ تو میری بیوی ہے۔'' یہ سن کر آپؓ کو بڑی ندامت ہوئی اور فرمایا ''میں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے، اگر تم چاہو تو بدلہ لے سکتے ہو'' اس نے کہا ''میں نے معاف کیا۔''

اسلام مردوں اور عورتوں کے مابین انفرادی اور اجتماعی، کھلے اور چھپے، گھر کے اندر یا باہر ہر قسم کے اختلاط سے منع کرتا ہے۔ اسی لیے ایک دوسرے کو چھونے سے منع کیا گیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اس سے بہتر ہے کہ کیچڑ میں لتھڑے ہوئے سور سے چھو جائے یا اسی طرح تنہائی میں ملنے کی ممانعت ہے کہ جب دو نامحرم ہوں تو تیسرا ہمیشہ شیطان ہوتا ہے۔ یہ اور اسی طرح کی ہدایات قبل از فساد ہیں۔ امام ابن قیم کی درج ذیل تصریحات شریعت کے منشاء کی پوری پوری تائید کرتی ہیں!

''حاکم کا فرض ہے کہ وہ بازاروں، کھلے مقامات میں مردوں اور عورتوں کو خلط ملط ہونے سے باز رکھے۔ اس لیے کہ امام اس سلسلے میں خدا کے سامنے جوابدہ ہے کیونکہ یہ ایک بہت بڑا فتنہ ہے (اور فتنہ کی روک تھام امام پر لازم ہے)۔''

اسلام اچھی باتوں پر بھی مخلوط اجتماع کو ناپسند قرار دیتا ہے۔ اسی لیے حضرت امِ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ کے دور میں عورتیں (نماز ختم کر کے) سلام پھیرتے ہی اٹھ جاتیں اور رسولِ خداؐ اور دیگر مرد بعد میں اٹھتے۔ اسی طرح

بیعت کے متعلق حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ آپؐ عورتوں سے زبانی ہی بیعت لیا کرتے تھے۔ (بخاری)

موبائل اور نیٹ کلچر

موبائل اور انٹرنیٹ کا استعمال اس وقت ضرورت سے زیادہ ایک فتنہ بن چکا ہے۔ لایعنی، بے مقصد، حیاء سوز اور جھوٹ پر مبنی SMS کثرت سے کرنا معمول بن گیا ہے۔ جن سے نہ صرف وسائل، صلاحیتوں اور اوقات کا ضیاع ہوتا ہے بلکہ اس سے حیاء بھی رفتہ رفتہ رخصت ہو رہی ہے۔ موبائل پر آنے والی SMS، Wrong Calls یا انٹرنیٹ کے ذریعہ قائم ہو جانے والے نامحرم افراد سے تعلقات اسلامی تعلیمات کی رُو سے قطعاً جائز نہیں حتیٰ کہ دعوت و تبلیغ کی غرض سے بھی رابطہ صرف خواتین یا لڑکیوں سے کیا جائے، موبائل فون یا انٹرنیٹ اگر کسی کی خفیہ طور پر آواز ریکارڈ کرنے، تصویر کشی، حیاء سوز اور جھوٹ پر مبنی پیغامات بھیجنے، خودنمائی یا موسیقی سننے اور گانوں کی دھن پر گھنٹیاں لگانے کے لیے استعمال کیا جائے تو وقت، مال، صلاحیتیں اور سب سے بڑھ کر ''حیاء'' اور ''ایمان'' کے رخصت ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ اسلام مادّی ترقی کا مخالف نہیں ہے بلکہ وہ ہر نئی ایجاد کا خیر مقدم اور ہر اُس چیز کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جو انسان کے مادّی و روحانی ترقی کے لیے معاون ثابت ہو لیکن اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہی رکھنے والے ہر فرد کے لیے ضروری ہے کہ اخلاقی حدود اور ضوابط کی پابندی کرتے ہوئے دورِ حاضر کی اس نعمت کا درست استعمال کرے۔

مخلوط تعلیم اور حیاء

ان حدود کی روشنی میں مخلوط تعلیمی نظام کا جواز ختم ہو جاتا ہے اور یہ ہمارا المیہ ہے کہ ہم بحیثیت قوم اس بات کو نہیں سمجھتے۔ اس صورتحال میں جو لڑکیاں تعلیمی ضرورت کے پیش نظر

ایسے اداروں میں پڑھنے پر مجبور ہیں، انہیں بالخصوص ان حدود و قیود کا خیال رکھنا چاہیے اور ماحول کا عادی ہونے کے بجائے مسلسل کراہیت محسوس کرتی رہیں۔

مندرجہ بالا احکام و اصول کی روشنی میں چند جزویات درج ذیل ہیں۔

☆ ایسے تعلیمی ادارے میں مکمل پردے کا اہتمام کریں یعنی چہرے کا پردہ بھی کریں تا کہ فتنہ سے محفوظ رہ سکیں۔

☆ شوخ لباس نہ پہنیں کہ برقع یا چادر میں سے جھلکے یا دھوپ میں چمکے۔

☆ بیگ، جوتے اور برقع سادہ مگر صاف ستھرا رکھیں۔

☆ راستوں میں احتیاط سے چلیں (لفٹ میں سفر کرتے وقت یہ احتیاط ملحوظ رکھیں کہ آپ کے ساتھ چند ساتھی طالبات ضرور ہوں اور حتی الامکان صرف طالبات ہی کے ساتھ سفر کیا جائے، اسی طرح جگہ جگہ یعنی سیڑھیوں اور پارکوں یا لان وغیرہ میں بیٹھنے سے گریز کریں، خواہ دیگر بہت سی لڑکیاں بھی ساتھ ہوں۔ فارغ اوقات میں صرف کامن روم کو اس مقصد کے لیے استعمال کریں۔

☆ اپنی آواز کو آہستہ ہی رکھیں کہ کلاس میں موجود یا راستے میں چلتے ہوئے کسی کے کان میں پڑے۔

☆ ایسے اداروں میں چونکہ مرد اساتذہ بھی ہوتے ہیں اس لیے ان کا احترام ضرور کریں مگر رہنمائی لینے میں بھی احتیاط کا پہلو پیش نظر رکھیں۔

☆ اگر گروپ بنتے ہوں تو لڑکیوں ہی کا گروپ بنائیں اور پڑھائی میں کسی قسم کی کوچنگ یا نوٹس وغیرہ کی مدد درکار ہو تو بھی لڑکیوں ہی سے لیں۔

☆ زیورات پہننے سے گریز کریں۔

یاد رہے کہ آپ کی ذرا سی بے احتیاطی بہت بڑے فساد کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔

۷ عیوب کا اظہار

عیب خواہ اپنا ہو یا کسی اور کا، اس کا اظہار ہر طرح سے غلط ہے۔ اس لیے کہ بے حیائی

کا تعلق عمل سے ہی نہیں، زبان سے بھی ہے۔ بے حیائی سے تعلق رکھنے والے اعمال کا ذکر کرنا اور بے شرمی کی گفتگو کرنا ہی حیاء کے خلاف ہے۔ جو مزے لے لے کر برائی کا ذکر کرے، اس نے بے حیائی کا اعلان کیا۔ جب معاشرے میں فحش باتوں کو کھلے عام کیا جاتا ہے تو برائیاں بھی عام ہو جاتی ہیں۔ اس لیے کہ تذکرہ برائی کے احساس کو کم کر دیتا ہے۔ اس لیے یہ بات پسندیدہ نہیں ہے کہ انسان اپنے عیوب کو خود بھی فاش کرے اس طرح جھجک ختم ہو جاتی ہے، اور بندہ ڈھیٹ بن جاتا ہے۔ جس طرح آج کل ہم خاندانی منصوبہ بندی کے اشتہارات دیکھتے اور سنتے ہیں، اس سلسلے میں ایک طویل حدیث ہی کافی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان فرماتے ہیں:

میں نے رسول خداؐ کو فرماتے سنا کہ میری تمام امت کے گناہ بخش دیے جائیں گے، سوائے ان لوگوں کے جو اپنے گناہوں کو فاش کرتے ہیں اور گناہوں کا فاش کرنا یہ ہے کہ بندہ رات کو کوئی برا عمل کرے پھر صبح ہونے تک اللہ نے پردہ پوشی کی لیکن وہ خود کہے کہ اے فلاں، میں نے ایسے اور ایسے کیا حالانکہ اس کے رب نے عیب پوشی کی تھی مگر صبح اس نے خود اس کو فاش کیا۔ (نسائی)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ”جو شخص گناہ کرے اور خدا اس کے گناہ پر پردہ ڈالے تو میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ وہ خود بھی اپنے گناہ کو چھپائے اور جو بات اس کے اور رب کے درمیان ہے اس کے بارے میں توجہ کرتا رہے۔“

حیاء اٹھ جانے کے نقصانات

حیاء اٹھ جانے کی صورت میں افراد اور معاشرہ دونوں ہی جس قسم کے نقصانات سے دوچار ہوتے ہیں اس کی تصویر ہم مغربی معاشرے کے فریم میں بخوبی دیکھ سکتے ہیں۔ گناہوں اور جرائم کا فروغ اقدار کی پامالی اور معاشرتی بے راہ روی اس قدر آگے جا چکی ہے کہ وہ خود واپسی کا راستہ تلاش کرتے پھرتے ہیں مگر کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ شخصی آزادی

کے نام پر مادر پدر آزادی نے آج ان کا خاندانی نظام تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ طلاقوں اور خودکشی کا تناسب ان کے ذہنی تناؤ (Tension) کو ظاہر کرتا ہے۔ بظاہر خاطر خواہ معاشی خوشحالی کے باوجود سکون کی دولت ان سے چھین لی گئی ہے۔ یہ سب کچھ اس لیے ہے کہ عزت و عصمت کی چادر کو خود انہوں نے تار تار کیا ہے اور اب سر بازار برہنہ ہیں۔

بلا ضرورت حیاء سے پرہیز

جو باتیں زندگی کی ضروریات میں شامل ہیں، ان کو پورا کرنا ہی بہتر ہے خواہ مخواہ انہیں بھی بے جا حیاء کی نذر نہیں کرنا چاہیے، مثلاً علم کا حصول یعنی زندگی کے کسی بھی معاملے میں دینی اور ضروری معلومات ہونی چاہئیں۔ اب انہیں جاننے یا جاننے کے بعد سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اس لیے کہ دین عمل کے لیے ہے اور عمل کرنے میں اگر لاعلمی رکاوٹ ہے تو لازم ہے کہ ہم اس کا علم اور فہم حاصل کر کے عمل کو ممکن بنائیں لیکن اس میں بھی جس قدر ڈھکے چھپے طریقے سے کام چل سکتا ہو، چلانا چاہیے۔

افلاطون کہتا ہے ''طالب علم میں شرم بہتر نہیں کیونکہ جہالت شرم سے بدتر ہے۔''

اسی طرح جب بھوک ہو تو تکلف نہیں کرنا چاہیے، حدیث میں ہے کہ بھوک اور جھوٹ ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔ اس لیے یہاں بھی بلا ضرورت حیاء نہیں برتنی چاہیے۔

ایک اور چیز جس میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے وہ ہے، میاں بیوی کے تعلقات۔ یہ وہ رشتہ ہے جس کو خوشگوار رکھنے کے لیے اگر جھوٹ (یا مبالغہ) بولنا پڑے تو جائز ہے۔ اسلام نے جہاں ایک طرف پردہ و حجاب کی پابندی لگائی ہیں وہیں پر شوہر کے لیے زیب و زینت سے آراستہ ہونے کی ترغیب بھی دی ہے اور ہر وہ انداز و اطوار اپنانے کا حکم دیا ہے جو شوہر کو ایک نگاہ میں خوش کر دینے والا ہے (اِلّا یہ کہ حدود اللہ کی خلاف ورزی نہ ہو)۔

یہ اس طرح کی چند اور باتیں جن میں بے جا حیاء سے گریز کرنا ہی بہتر ہے، ورنہ اسلام سے متعلق تنگ نظری عام ہو جانے کا خدشہ ہے۔

حیاء اور آپ

اوپر جتنی بھی باتیں کی گئی ہیں وہ اصولی نوعیت کی ہیں اور یہ وہ احکامات جن کا علم ہو سکتا ہے آپ کو اس سے پہلے بھی حاصل ہو، بس یہاں پر اس کو ایک موضوع کے تحت یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ معاشرتی اور خاندانی نظام میں حیاء کی پاسداری کیونکر کی جاسکتی ہے اور بذات خود آپ اس کا خیال کس قدر رکھ سکتی ہیں، گوکہ اپنے حالات کے مطابق اس کا سوچنا اور عمل کے لیے لائحہ عمل یا حکمت عملی طے کرنا خود آپ کا کام ہے، مگر پھر بھی چند باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے امید ہے کہ آپ کے لیے معاون ثابت ہوں گی۔

حیاء کا حسن تب ہی ہے جب آپ دیگر اخلاقیات کو بھی اپنی ذات کا حصہ بنائیں۔ مثلاً یہ کہ آپ چاہتی ہیں کہ پردے اور حیاء کے اصول اپنانے سے خاندان میں باتیں نہ بنیں اور لوگوں کو خواہ مخواہ کی شکایات پیدا نہ ہوں تو اس کے لیے نہایت ضروری ہے کہ آپ ان کے ساتھ ساتھ اپنے اخلاق و معاملات کو درست رکھیں۔ اسلام صلۂ رحمی کو خاصی اہمیت دیتا ہے اس کا خیال رکھیں۔ اس کے علاوہ خدمت، عیادت اور تحائف وغیرہ دیتے رہنے سے بھی دل قریب ہوتے ہیں اور خاندان کی دیگر خواتین کے ساتھ اپنے تعلقات کو نہایت خوشگوار رکھیں۔

بالخصوص شادی کے بعد اگر آپ کا مشترکہ خاندانی نظام ہے تو آپ کو ان دونوں باتوں کا بہت خیال رکھنا ہوگا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ دیور، جیٹھ اور دیگر نامحرموں کے ساتھ اتنی بے تکلفی نہ ہو کہ حیاء پامال ہونے کا خدشہ رہے، بلکہ ان اصولوں کو ہی اپنائیں جو اسلام نے بتائے ہیں۔ مثلاً خلوت اور اظہار زینت سے پرہیز، اسی طرح چھونے اور بہت زیادہ ہنسنے وغیرہ سے پرہیز اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ آپ کا رویہ دلوں کو دور کرنے کا باعث نہ بنے اور نفرت پیدا نہ ہو بلکہ آپ محبت، خدمت اور دیگر ایسے کاموں کے ذریعے اس کے مضر اثرات سے محفوظ رہنے کی تدبیر کرسکتی ہیں۔

آپ کے لیے یہ جان لینا ضروری ہے کہ آپ کا گھر آپ کی رعیت ہے۔ اس لیے آپ اپنے گھر کا ماحول، اسلام کے مزاج کے مطابق رکھیں کیونکہ قیامت کے روز آپ کو رعیت کا متعلق جوابدہ ہونا ہے۔ آپ اپنی معیشت، قدرت اور اختیار کے مطابق گھر میں ایسا ماحول پیدا کریں یعنی جب گھر والوں کے علاوہ دیگر خاندان والے بھی ہوں تو مخلوط بٹھانے کے بجائے علیحدہ علیحدہ انتظام کریں اور مہمان نوازی بھی علیحدہ علیحدہ کریں۔ ایک بڑی چادر کو آپ ایسے موقع کے لیے تیار رکھیں جس کو آپ اس وقت اوڑھ سکیں۔ جب گھر میں محرم مردوں کے علاوہ نامحرم رشتہ دار بھی موجود ہوں اس چادر کے ذریعے آپ اپنے ہاتھ اور چہرے کے علاوہ دیگر جسم اور لباس کو اچھی طرح ڈھانک لیں۔

خوشی وغمی میں بھی کبھی بھی حیاء کو پامال نہ ہونے دیں۔ خواہ آپ کے اپنے گھر میں کوئی تقریب ہو یا خدانخواستہ غم کا کوئی موقع۔

خوشی کے مواقع پر بھی اپنے گھروں کی تقریبات میں اس بات کا خیال رکھیں کہ تمام انتظام مخلوط کے بجائے علیحدہ ہو، تاکہ خواتین آزادی کے ساتھ رہیں۔

بے حیائی تجسس کے راستے سے آتی ہے اس لیے اس سے گریز کریں۔ عام راستوں اور جگہوں پر سے گزرتے ہوئے فحش پوسٹرز اور تصاویر سے نظریں بچا کر گزریں اور اس بات کی تربیت اپنے گھر والوں کو بھی دیں۔

آج کل بے حیائی کا سب سے بڑا اور مؤثر ذریعہ میڈیا اور ادب ہے۔ خیال رہے کہ اس کا داخلہ آپ کے گھروں میں کس قدر ہے۔ بالخصوص ٹی وی کے اثرات سے بچنے کے لیے شعوری کوشش کریں۔ اس طرح ادب پڑھنے کے لیے باتہذیب اور شائستہ ادب کا انتخاب کریں کیونکہ اسی طرح سے خیالات کی حفاظت ممکن ہے۔

باہم عورتوں کے درمیان بھی گفتگو اور حلیے کو مناسب رکھیں گو کہ اگر خواتین کے درمیان دوپٹے نہ بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن فطری حیاء کو بھی مسخ کرنے سے پرہیز کریں۔ عموماً لڑکیاں اور خواتین گھروں کے اندر دوپٹے نہیں لیتی ہیں اور جب گھر

میں بھائی اور باپ آتے ہیں تو دوپٹے ڈھونڈنے لگتی ہیں یہ رویہ زیادہ مناسب نہیں ہے۔

حجاب اور ستر کا ہمہ وقت خیال رکھیں مثلاً باہر نکلتے وقت زیورات چھپالیں اور جو بھی برقع یا چادر استعمال کی جارہی ہو، وہ اتنی زیادہ خود آراستہ نہ ہو کہ زیبائش کا باعث بنے یا اونچا کوٹ وغیرہ۔ یہ خیال رہے کہ آپ کا مقصد پرکشش نظر آنا نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کو نامحرموں کی نظروں اور توجہ سے محفوظ رکھنا ہے۔

اسلام میل جول کی عورتوں اور اجنبی عورتوں کے مابین بھی فرق برتتا ہے۔ اس لیے کہ قرآن میں محرم افراد کی فہرست ہے، وہیں پر محض ''عورتیں'' کہنے کے بجائے ''میل جول کی عورتیں'' کہہ کر تخصیص کی گئی ہے۔ ہمیں عملاً اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

اب آخر میں نعیم صدیقی صاحب کی کتاب ''عورت معرض کشمکش میں'' سے ایک پیراگراف ملاحظہ کریں کہ جوان باتوں کا نچوڑ ہے۔

''جذبہ حیاء درحقیقت انفرادی اور قومی اخلاق کا پاسبان ہے اور ضمیر کی اصل قوت اس جذبے سے بنتی ہے۔ کسی غلط حرکت، کسی بے جا اقدام اور کسی لغو گوئی کے راستے میں یہی جذبہ حیاء ہے جو روک بنتا ہے۔ یہی ہے جو آپ میں تامل پیدا کرتا ہے، ٹھٹھک پیدا کرتا ہے، احساس ذمہ داری کو ابھارتا ہے، اخلاقی تقاضوں کا لحاظ پیدا کرتا ہے، سوسائٹی کی اعلیٰ قدروں کا احترام ابھارتا ہے یعنی ''حیاء'' کا میدان عمل صرف جنسی تقاضوں کا دائرہ نہیں بلکہ ساری اخلاقی زندگی میں اس کا دخل ہے۔ یہ نام ہے اس روک کا جو فطرتاً ہر انسان میں برائی اور ظلم اور تہذیب سے گری ہوئی حرکات کے لیے کسی نہ کسی درجے میں پائی جاتی ہے۔ چنانچہ اسلامی نظام فکر اسی لیے حیاء کو ایمان کا شعبہ قرار دیتا ہے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالی سے شرم وحیاء کرو جیسا کہ شرم کرنے کا حق ہے، حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں: ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کا شکر ہے ہم شرم کرتے ہیں۔
آپؐ نے فرمایا: یہ نہیں بلکہ اللہ تعالی سے شرم کرنا جیسا کہ شرم کرنے کا حق ہے، یہ ہے کہ تم اپنے ذہن و دماغ کو اور جو کچھ اس کے اندر آتا ہے، اُس کی حفاظت کرو اور اپنے پیٹ کی اور جو کچھ پیٹ میں جاتا ہے، اُس کی حفاظت کرو اور (اپنی) موت کو اور گل سڑ جانے کو یاد رکھو، جو آخرت کا طلبگار ہوتا ہے، دنیا کی زیب و زینت سے بے تعلق رہتا ہے۔ جس نے یہ سب کرلیا، وہ اللہ سے شرم کرنے والا ہے جیسا کہ اس سے شرم کرنے کا حق ہے۔'' (ترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''حیاء اور ایمان ہمیشہ اکھٹے رہتے ہیں، جب اِن میں کوئی ایک اٹھالیا جائے تو دوسرا خود بخود اٹھ جاتا ہے۔'' (مشکوۃ)

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بے حیائی جس چیز میں بھی ہوتی ہے، اُسے عیب دار بنا دیتی ہے اور حیاء جس شے میں بھی ہوتی ہے اسے زینت بخش دیتی ہے۔'' (ترمذی)